کی طرح مرکز فکر نہیں بنتا، پاکستان اپنی منزل سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ پاکستان کی اساس اسلام ہے اور اسلام کو عصر حاضر کے جدید ماحول میں ایک لائحۂ عمل یعنی لائق نفاذ نظام حیات کی حیثیت سے پیش کرنے کے لئے ہی ادارے کو وجود میں لایا گیا تھا اور یہ ذمہ داری شروع ہی سے ادارے کے اولیات میں ہے۔

سوال یہ ہے کہ اسلام کو مسلم ملت کو پاکستان کو دنیائے اسلام کو اس قسم کے ادارے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ جزئیات اور تفصیلات میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے مگر اس بنیادی نکتے سے کوئی بھی ذی ہوش باشعور فرد ملت انکار نہیں کر سکتا کہ ایک ایسا ادارہ ہماری تاریخی ضرورت ہے جو علم دین اور حالات حاضرہ سے اگاہی کے بعد موجودہ مسائل کا حل تجویز کرے۔ مسلمانوں کو اسلام کے آفاقی اور ابدی اصولوں کے سایے میں وقت کے ساتھ چلنا ہے تو انہیں اپنے موجودہ علوم و فنون افکار و تصورات اعمال و وظائف کی تجدید اور صیقل گری کا عمل جاری رکھنے کے لئے ایک اعلی علیین درجے حیثیت اور مرتبے کے حامل ادارے کو نہ صرف قائم اور باقی رکھنا ہوگا بلکہ اپنے علمی اور فکری سفر کی زمام کار اس کے ہاتھ میں دینی ہوگی۔

مادی علوم اور جدید سائنس کی علمبردار اقوام نے اپنے سائنسی اداروں اور ان کے حاملین اور کار پردازوں کو کیا درجہ دے رکھا ہے۔ یہ کوئی سربستہ راز نہیں۔ چین جیسے ملک میں جہاں طبقاتی امتیاز کو کفر و شرک کا درجہ دیا جاتا ہے وہاں دیکھا جا سکتا ہے کہ اس قوم نے اپنے سائنسدانوں کو ہر قسم کی پابندیوں سے مستثنی قرار دے کر طرح طرح کے امتیازات سے نوازا ہے تاکہ وہ آزاد رہ کر ملک و قوم کے لئے مادی ترقی کی راہیں ہموار کر سکیں۔ ہم مسلمان جن روحانی اور اخلاقی افکار اور اقدار کے علمبردار ہیں ان کے فروغ کے لئے ہم نے اب تک کیا کوششیں کی ہیں اس کا ذکر نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ بات اس طرز

کے ادارے کی ضرورت اھمیت اور وجہ جواز کی تھی۔ اس ضمن میں فقط یہ نکتہ ذھن میں رکھیں تو بات کو سمجھنا آسان ھو جائے کہ آج بہت سے سیکولر ممالک اور غیر مسلم اقوام بھی اس طرز کے "نام کے سہی" اداروں کے قیام کو ایک ناگزیر ضرورت سمجھتی ھیں۔

بات صرف اپیروچ کی ہے۔ اس بارۂ خاص میں غیر مسلم ممالک کی اپیروچ منفیانہ ھو سکتی ہے۔ ھم مسلمان ھیں ھمارا رویہ مثبت اور مخلصانہ ھوگا۔ غیر مسلم ممالک تو یہ نکتہ پا جائیں کہ اپنے منفی مقاصد کے لئے اسلامی ادارے قائم کریں ھم مسلمان یہ نکتہ نہ پا سکیں کہ اپنے مثبت مقاصد کے لئے ایسے ادارے قائم کریں اور ان سے کام لیں۔ پاکستان میں قائم کرنے والوں نے اس طرز کا ادارہ قائم کر دیا اور انہوں نے ایسا کرکے ایک اچھے کام کی ابتداء کی۔ مگر اپنی زندگی کے بعض ادوار میں، ھمیشہ نہیں، کسی نہ کسی وجہ سے یہ ادارہ اپنے راستے پر یکسوئی کے ساتھ آگے نہ بڑھ سکا۔ کسی چیز کو اگر اس کام کے لئے استعمال ھونے کا موقع نہ مل سکے جس کے لئے وہ بنائی گئی ہے تو اس کا انجام کیا ھوتا ہے اھل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ ادارہ سالہا سال سے چھینا جھپٹی کا نشانہ بنا رھا ہے۔ اور اگر اس صورت حال میں اس کی صحیح نشو و نما نہ ھو سکی تو قصور کس کا ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے شذرے میں ادارے کو یونیورسٹی کی طرح خود مختار حیثیت دینے کی سفارش کی ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی کے قیام اور اس میں ادارے کے انضمام کے بعد قانونی اعتبار سے اسے یہ حیثیت حاصل ھو چکی ہے جو کسی نہ کسی درجے میں پہلے بھی حاصل تھی۔ مگر اس کے باوجود عملاً ادارہ اپنے اکیس سالہ عرصۂ حیات میں جس طرح بے یقینی، عدم استحکام اور کسمپرسی کا شکار ھو کر بازیچہ اطفال بنا رھا ہے اس کا ذکر خود صاحب موصوف نے بڑے بلیغ انداز میں اپنے شذرے کے پہلے ھی فقرے میں شٹل کاک کے

لفظ سے کر دیا ہے۔ اگر یہی صورت حال آئندہ بھی برقرار رہی تو پھر لامحالہ یہی کہنا پڑے گا۔

خزاں کہتے ہیں کس کو فصل گل ہو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہیں قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے

لیکن امید ہے کہ اب ادارے کو یہ صورت حال پیش نہیں آئے گی۔ ادارہ اپنے صحیح مقام پر پہنچ گیا ہے تو اب اسے اس مقام سے ہٹانا ترقی معکوس کے مترادف ہوگا۔ اس کی باگ ڈور وقت کے مضبوط ہاتھوں میں ہے جو اس کی حفاظت بوجہ احسن کر سکیں گے۔

(مدیر)

* * * * * * *

کتابخانۂ مرعشی، قُم
میں
برّصغیر کے مخطوطات

سید عارف نوشاہی

قُم (ایران) نے اب سیاسی اہمیت حاصل کی ہے مگر یہ ہمیشہ سے اہل تشیّع کا روحانی اور علمی مرکز و مرجع رہا ہے۔ حال ہی میں کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی کو وہاں سے چھ جلدوں میں آیت اللہ نجفی مرعشی کے کتب خانہ کے مخطوطات کی فہرست موصول ہوئی ہے۔

قم میں اس عظیم کتب خانہ کا وجود حضرت آیت اللہ العظمی سید شہاب الدین مرعشی نجفی کی مسلسل کوششوں کا مرہون منت ہے۔ اس میں موجود تمام مخطوطات (بجز چند) خود آیت اللہ مرعشی نے اکٹھے کئے اور بعد میں انہیں کتب خانہ کی تحویل میں دے دیا جو اب ایک پبلک لائبریری کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ یہ لائبریری عربی، فارسی، ترکی اور اردو زبان کے مخطوطات کا مخزن ہے۔ موضوعات کے اعتبار سے ان میں بڑا تنوّع پایا جاتا ہے۔ البتہ اسلامی علوم پر کتب کی تعداد زیادہ ہے۔

فہرست نسخہ ہائے خطی

کتب خانہ مذکورہ کے افتتاح کے موقع پر ہی تہیہ کر لیا گیا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہوا مخطوطات کی فہرست شائع کر دی جائے گی۔ منصوبے کے مطابق ہر جلد میں چار سو قلمی نسخے ہوں گے اور اس طرح یہ منصوبہ کم و بیش بیس جلدوں میں مکمل ہوگا۔ فی الوقت اس سلسلے کی پہلی چھ جلدیں ہمارے پیش نظر ہیں جن کے مؤلف جناب سید احمد حسینی اشکوری ہیں۔ موصوف کا شمار ایران کے محققین اور علمائے دین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے زیر نظر فہرست جناب سید محمود مرعشی کی نگرانی میں مرتب کی ہے جو سید شہاب الدین مرعشی کے صاحبزادے ہیں اور بظاہر زیر بحث کتب خانہ کے سرپرست بھی۔

فارسی زبان میں لکھی گئی اس فہرست کی ہر جلد میں چار سو مخطوطات (بشمول مجموعہ ہا) کا تعارف درج کیا گیا ہے۔ جنہیں موضوعی، لسانی یا حروف تہجی کی ترتیب کی بجائے، مخطوطہ نمبر کے لحاظ سے شامل فہرست کیا گیا ہے۔ ان چھ جلدوں میں علی الترتیب ۱ سے ۲۴۰۰ نمبر تک کے عربی، فارسی، ترکی اور اردو مخطوطات کی فہرست موجود ہے۔ ان مجلدات کا مجمل تعارف پیش خدمت ہے:

جلد نمبر	تعداد صفحات	سال طباعت	شمارۂ مخطوطات
۱	۴۳۱	۱۳۵۴ خ / ۱۳۹۵ ق	۱ تا ۴۰۰
۲	۴۲۱	مذکور نہیں	۴۰۱ تا ۸۰۰
۳	۳۸۴	درج نہیں	۸۰۱ تا ۱۲۰۰
۴	۴۱۴	ندارد	۱۲۰۱ تا ۱۶۰۰
۵	۳۸۸	۱۳۵۵ خ / ۱۳۹۶ ق	۱۶۰۱ تا ۲۰۰۰

٦ ۳۹۸ ۱۳۵۷ خ / ۱۳۹۸ ق ۲۰۰۱ تا ۲۴۰۰

هر جلد کے آخر میں مندرجہ مخطوطات کے اہم صفحات کے عکس بھی شائع کر دئیے گئے ہیں ۔

کتب خانۂ مرعشی میں برّصغیر پاک و ہند کے مصنفین کی یا اس علاقے سے متعلق کتب بھی موجود ہیں اور زیر نظر مجلدات فہرست میں جا بجا ان کا ذکر ملتا ہے ۔ قُم میں ان کتب کی موجودگی ایران اور شبہ قارہ کے درمیان علمی تعلقات اور مبادلات کی گواہی تو دیتی ہی ہے یہ امر اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ ہمارے ادب اور افکار کا دائرۂ اثر اس کے مولد تک ہی محدود نہیں بلکہ اطراف و اکناف کے ممالک کو بھی محیط تھا ۔

ہم نے یہاں فہرست کتب خانہء مرعشی کی چھ جلدوں میں مذکور متفرق مخطوطات میں سے ان ایک سو تین کتابوں کا استخراج کیا ہے جن کے مصنف ہندی الاصل ہیں یا باہر سے آ کر یہاں آباد ہوئے اور یہاں کی علم پرور اور پُرامن فضا میں تصنیف و تألیف کا کام کیا ۔

زیر نظر مقالہ میں ہمارا اصل مقصد کتاب (تصنیف) کو متعارف کرانا نہیں ہے بلکہ اس کے مخطوطہ کی نشاندھی کرنا ہے ۔ کیونکہ ان میں سے اکثر کتب متداول اور متعارف ہیں ۔ تاہم اس فہرست میں بعض نادر اور کمیاب کتب بھی مل جاتی ہیں جن کا تفصیلی ذکر ناگزیر تھا ۔ اس سلسلے میں ہم بھگوان داس ہندی کے اب تک مفقود تذکرۂ شعرا «حدیقۂ ہندی» ، محمد حافظی ظفرآبادی کی رمل پر آٹھویں صدی ہجری کی تصنیف «نتیجة الرمل» ، شمس الدین بن سید نسیب احمد کا مرتّبہ تذکرہ «عنایات الہیہ» اور موجود مداری کا «دیوان اشعار» معہ مقدمہ کا نام لیں گے ۔ ہم فارسی شعراء کے تذکروں پر کام کرنے والے محققین بالخصوص جناب سید شاہ محمد عطاء الرحمن عطا کاکوی کو «حدیقۂ ہندی» کی طرف متوجہ کریں گے کہ وہ اس کا عکس یا مائیکرو فلم

حاصل کرکے اس پر کام کریں ۔ اس طرح ہندوستانی اور پاکستانی شعراء کے احوال و آثار کا ایک خالی باب پُر ہو سکے گا ۔

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ وہ یہ مقالہ صرف اس نقطۂ نظر سے نہ پڑھیں (اور فخر و مباہات کا احساس بھی کریں) کہ ہم قُم میں محفوظ اپنے اسلاف کی کتابوں کے قلمی نسخوں سے متعارف ہو رہے ہیں ۔

(۱) آزاد بلگرامی ، میر غلام علی (۱۱۱٦ھ ۔ ۱۲۰۰ھ)

۱ ۔ شجرۂ طیبہ (تاریخ و تذکرہ ، فارسی)

سادات کی تفضیل اور مؤلف کے آبا و اجداد کے حالات پر مشتمل ہے ۔

مخطوطہ نمبر ۳۲۸ : نستعلیق ، ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۸٦ھ ، ۲۰۰ ص ، پہلے ورق پر راجہ سید محمد مہدی کے کتب خانہ اور آخری صفحہ پر "فقیر آزاد" کی دو بیضوی مہریں موجود ہیں ۔ یہ قلمی نسخہ سید علی رضا حسنی حسینی ریحان نے ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ میں آیت اللہ مرعشی کو پیش کیا ۔ اس مخطوطہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے آخر میں ایک تکملہ ہے جو سید نظام الدین کے خاندان کے حالات پر مبنی ہے ۔

(حوالہ ۔ ج ۲ ص ۳۲)

۲ ۔ غزلان الہند (بلاغت ، فارسی)

مخطوطہ نمبر ۳۹۱ : نستعلیق ، امتیاز علی بن شیخ بھوتی (کذا) بلگرامی ، ۱۲۲۷ھ ، ۱۳٦ ص ۔ پہلے ورق پر "کتابخانہ سید علی اصغر بلگرامی" اور "ابن علی" کی بیضوی مہر ثبت ہے ، حاشیے پر تصحیحات موجود ہیں ۔

(حوالہ ۔ ج ۱ ص ۳۰۸ ۔ ۳۰۹)

۳ ۔ مرآت الجمال (مثنوی ، فارسی)

چلر سو اشعار پر مشتمل صوفیانہ مثنوی ہے ۔

مخطوطہ نمبر ۲۰۸٦ : نستعلیق ، سید محمود بن سید احمد ساکن شمس آباد ، ۱۱٦۵ھ ۵۲ ص ۔ کرم خوردہ (بحوالہ ج ٦ ص ۹۸)

(۲) آگاہ مدراسی ، محمد باقر (۱۱۵۸ ۔ ۱۲۲۰ھ)

۱ ۔ تلک عشرۃ کاملہ ہندیہ (شعر ، عربی)

ابتدا میں نعت النبی میں دس قصائد ہیں ۔ آخر میں سات متفرق قصیدے ہیں ۔

مخطوطہ نمبر ۳۲۲ : نسخ ، ۱۱۷۴ھ ، ١٦٨ ص ، پہلے ورق پر ایک بڑی مربع مہر ہے «قاضی القضاۃ افضل العلماء محمد ارتضا علی خان بہادر» ۔ (حوالہ ۔ ج ۲ ص ۲٦ ۔ ۲۷)

(۳) ابوالحسن نقشبندی سندھی مدنی (۱۲ صدی ہجری)

مخطوطہ نمبر ۱۳۹۰ میں مندرجہ ذیل رسائل موجود ہیں ۔

۱ ۔ انباء الانبیاء فی حیاۃ الانبیاء ، ص ۱۳ ۔ ۳۷ (عقائد ، عربی)

اس رسالہ میں یہ بحث کی گئی ہے کہ شہداء اور انبیاء ظاہری موت کے باوجود معنوی طور پر ہمیشہ زندہ رہتے ہیں ۔

۲ ۔ حقیقۃ الایمان ،ص ۳۸ ۔ ۴۳ (عقائد ، عربی)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فاسق مومن نہیں ہوتا اور کافروں کی طرح فساق بھی ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ۔ اس رسالہ میں عمل کو ایمان سے الگ شمار کیا گیا ہے اور مومنوں کے مختلف درجات بیان کئے گئے ہیں ۔

۳ ۔ تہذیب البیان فی ترتیب القرآن ، ص ۱۹۱ ۔ ۱۹۳ (قرآنی علوم ، عربی)

نزول قرآن ، تدوین و تواتر قرآن کے بارے میں یہ رسالہ ۱۱۷٦ھ میں تالیف ہوا ۔

۴ ۔ اجوبۃ مسائل ست ، ص ۱۹۷ ۔ ۱۹۸ (قرآنی علوم ، عربی)

قرآن اور فقہ سے متعلق ان چھ سوالات کے جوابات ھیں جو بعض طالب علموں نے مؤلف سے کئے۔

نسخ ، ابراهیم بن محمد ، حاشیہ بر تصحیحات.

(حوالہ ۔ ج ۳ ص ۲۸۷ ۔ ۲۹۷).

(۴) احمد سرهندی مجدد الف ثانی (۹۷۱ھ ۔ ۱۰۳۴ھ)

۱ ۔ مکتوبات (تصوف ، فارسی)

مخطوطہ نمبر ۱۳۸۴ : نستعلیق ، پہلے صفحہ پر مالک (جس کا نام درج نہیں) نے رجب ۱۱۳۱ھ کی تاریخ لکھی ہے۔ حواشی بر تصحیحات ، ۳۸۴ ص ۔ زیر نظر مخطوطہ مکتوبات کا تیسرا دفتر ہے۔

(حوالہ ج ۳ ص ۲۷۵ ۔ ۲۸۲)

(۵) احمد بن عبدالرحیم صفی پوری

۱ ۔ شرح دیوان عرفی شیرازی (شعر ، فارسی)

عرفی کے ۳۸ قصائد کی مختصر شرح ہے جو رجب ۱۲۵۴ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی ۔

مخطوطہ نمبر ۱۹۳۰ : نستعلیق ، محمد عبد الرحمن بن محمد صلاح الدین هاروی ، دوشنبہ ۲٦ شعبان ۱۳۱٦ھ ، ۳۷٦ ص ۔ کرم خوردہ.

(حوالہ ۔ ج ۵ ص ۳۰٦)

(٦) ارتضا علی خان گوپاموی (۱۱۹۸ ۔ ۱۲۷۰ھ)

مخطوطہ نمبر ۳۱٦ میں ان کے مندرجہ ذیل رسائل ھیں ۔

۱ ۔ تفسیر چهل کاف ،ص ٦۹ ۔ ۸۳ (دعا ، فارسی)

۲ ۔ تنبیہ العقول فی اثبات اسلام آباء الرسول ،ص ۱۹ ۔ ۳٦ (عقائد، فارسی)

آنحضرت ﷺ کے آبا و اجداد کے صاحب ایمان ہونے کے اثبات میں ہے۔

نسخ ، احمد علی خان بن انور علی خان بہادر ، ۲۰ ذیقعد ۱۲۳۱ھ ـ
(حوالہ ـ ج ۲ ص ۱٦ ـ ۲۱)

(۷) امان اللہ حسینی امانی (م ۱۰۴۷ھ)

۱ ـ رقعات

مخطوطہ نمبر ۲۰۹۹ : نستعلیق . شکستہ ، ۱۷ صفر ۱۲۳۲ھ ، بحکم غلام حیدر خان بن غلام حسین خان صاحب بہادر ، ۸۳ ص.
(حوالہ ـ ج ٦ ص ۱۱۳ «ترسل» کے نام سے درج ہے).

(۸) بھگوان داس ھندی (۱۱٦۳ھ ـ زندہ ۱۲۲۰ھ).

۱ ـ حدیقۂ ھندی (تذکرہ فارسی)

بھگوان داس کے ایک دوسرے تذکرہ «سفینۂ ھندی » (تالیف ۱۲۲۰ھ) کے مرتّب سیّد شاہ محمد عطاء الرحمن عطا کاکوی اس کے مقدمہ میں لکھتے ھیں ـ

« بھگوان داس یک ضخیم تذکرہ سعرائے فارسی مشتمل بر احوال شعرائے ماضی و حال در ۱۲۰۰ھ بنام حدیقۂ ھندی ھم تالیف کردہ بود ـ آں ھم ھنوز مفقود است». (سفینۂ ھندی ، مطبوعہ پٹنہ ۱۹۵۸ ، عرض مرتّب)

لہذا مناسب معلوم ھوتا ہے کہ ھم اس نادرالوجود تذکرہ کا قدرے تفصیلی ذکر کریں ـ

یہ تذکرہ ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۱۱ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا ـ اس میں ھند و پاک کے مختلف طبقات کے فارسی شعراء کا ذکر ہے ـ خود مصنف نے اس کی تقسیم اور درجہ بندی یوں کی ہے :ـ

باب اوّل : مدح آصف الدولہ و میرزا محمد فاخر ، اور تعریف ھندوستان ـ
یہ باب ایک مقدمہ اور دو رکن پر مبنی ہے ـ

باب دوم : ذکر پردگیان معنی ـ شاعرات کے احوال پر مشتمل یہ باب درج ذیل چار فصلوں میں منقسم ہے ـ